رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

جلد ۲ | ۲۸ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۰۱

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر کی صحت کا یہ حال ہے کہ ریزش وکھانسی میں بہت تخفیف ہے۔ حضور کے درس قرآن شریف کے نوٹ الفضل کے ساتھ شائع نہونے کو ہم خود محسوس کر رہے ہیں عنقریب تلافی مافات ہوگی + حقیقۃ النبوۃ کی لکھوائی اور چھپوائی کو جلد سرانجام دینے کے لئے نہ کاتب خالی ہیں نہ مشین اس لئے بمشکل ۸ صفحے کا اخبار تیار ہو سکتا ہے۔ (ب) صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نوارد برکات الٰہیہ کے خیر مقدم کے لئے جو ریاضت فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ اسے مقبول فرمائے + (۲) ۲۵ فروری کو فاضل جلیل مولنا سید محمد سرور شاہ صاحب ومولوی فاضل سید محمد اسحٰق صاحب ڈیرہ غازیخان جلسہ احمدیہ میں لیکچر دینے کیلئے تشریف لے گئے۔ جام پور بھی جائیں گے۔ اور امید ہے سید قاسم علی صاحب دہلی سے حسب الحکم وہاں وقت پر پہنچ جائینگے + (۳) انجمن مبلغین کا جلسہ ۲۸ فروری ... دیکم مارچ بعد از نماز ظہر چوک یادگار میں ہوگا۔ مختلف ... عمر ... صاحب ... عزیز ...

اخبار احمدیہ

پشاور کے ایک صاحب نے جنھیں "مولانا مولوی" کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے بارے میں لکھا ہے انھیں حقیقی یعنی فی الواقع نبی کہنا ایسا ہی ہے جیسے اندھے کو سوجاکھا کہنا۔ ایبر قاضی محمد یوسف صاحب نے اپنے ایک مضمون میں غم ورنج کا اظہار کیا۔ حضرت خلیفہ ثانی نے انھیں لکھایا کہ آپ ... رگذرے ... نام لیں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کے لئے بڑا غیور ہے (۲) ... حمد اسمٰعیل پرنس آف ویلز کالج جموں امتحان میں کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں (۳) عبدالقادر ... پسلی ہسپتال لنڈن سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں میدان جنگ سے بیمار ہو کر وہاں آئے ہیں + (۴) ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب ڈاکٹر محمد الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کے خطوط پہنچے ہیں اللہ ان کو اپنے حفظ وامان میں رکھے (۵) ایک مستفسر کو لکھا یا کہ میں چندہ کو ایک انتظام کے ماتحت بھیجنا پسند کرتا ہوں + (۶) گوجرانوالہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں مولوی مبارک علی صاحب کا درس قرآن سنکر دنگ ہے۔ پوچھا قرآن مجید کس طرح آگیا۔ جواب ملا خلیفہ ثانی کی دُعا سے (ب) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے قصیدہ نے معترضین کے دانت کھٹے کر دیئے + (۷) مولوی محمد ابراہیم صاحب کا درس قرآن مجید راولپنڈی میں مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ ایدہ اللہ بنصرہ وشکر اللہ سعیہ۔ (۸) ایک صاحب نے پوچھا کونسا درود پڑھا جائے فرمایا (خلیفہ ثانی نے) جو نماز میں پڑھا جاتا ہے +

ایک صاحب لاہور سے لکھتے ہیں۔ ایک روز میں نے عہد کیا کہ آج دس بجے رات تک درود شریف اور استغفار پڑھتا رہونگا۔ اسی اثنا میں کسی نے القول الفضل دیا میں نے کہا کہ اپنا عہد پورا کر کے پڑھونگا کشفی حالت میں الہام ہوا۔ "پڑھ لیں دوں کوئی ڈر نہیں (بیٹا پڑھ لیتے کچھ مضایقہ نہ تھا) تب مجھے معلوم ہوا۔ کہ جسقدر درود شریف واستغفار میں تزکیہ نفس تھا اتنا ہی اس رسالہ میں +

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر وپبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا

جنگ یورپ

کیتیسٹر ہیمز کی بربادی پیرس ۲۳ - فروری - جرمنوں نے یومیا رزیڈی پر دو ناکام حملے رہیمز کی گولہ باری نہایت ہی شدید قسم کی تھی - پہلے چھ گھنٹہ لگاتار ہوئی اور دوسری دفعہ پانچ گھنٹے - شہر کے تمام محلوں میں پندرہ سو گولے پھینکے گئے - گرجا اعظم کے بقیہ حصہ کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا اور اسے از حد شدید نقصان اندرونی حصہ کی ڈاٹ دار چھت بھی پھٹ گئی ہے بیس مکانوں کو آگ لگ گئی اور تیس شہری ہلاک ہوئے - سیجور کے علاقہ میں ہم نے اور خندقیں فتح کر کے سابقہ فتوحات کو مستحکم کیا +

جرمن ڈکیتی لنڈن ۲۴ فروری - فرنچ بندر بولون سے ڈاک کا ایک جہاز انگریزی بندر فاکسٹون کیطرف روانہ ہوا ہی تھا کہ ۲۳ - کی رات کو ایک غوطہ خور نے اسپر حملہ کردیا +

افراط زر لنڈن ۲۳ فروری - سرکاری محکمہ خزانہ کے تمسکات مالیتی تیس کروڑ روپیہ کے لئے اکاتوے کروڑ روپیہ کی درخواستیں موصول ہوئیں +

کیلے پر بمب لنڈن ۲۴ فروری - کیلے پر ایک زیپلن نے ۲۲ کو صبح کے چار بجے بمب پھینکے - پانچ باشندے ہلاک ہوئے +

جرمن روسیوں کو مشرقی پرشیا سے خارج کرنے کے سوا اور کوئی کامیابی حاصل نہیں کرسکے - چنانچہ برلنی اعلان جرمن تعاقب کے اختتام کی خبر دے رہا ہے - ادھر روسی اعلان مظہر ہیں کہ روسیوں نے جوابی حملے شروع کر دیئے ہیں - دوسرا موقع جہاں جرمن اور آسٹروی ملکر روسیوں کے برخلاف کوشش کر رہے ہیں کوہستان کارپیتھین ہے یہ کوشش ابھی بسرگرمی جاری ہے مگر تاحال کسی فریق کو فیصلہ کن فتح حاصل نہیں ہوئی - روسی بدستور اپنے موقعہ پر قائم ہیں اگرچہ آسٹروی صوبہ بوکو دینا کو واپس لے چکے اور مشرقی گالیشیا میں پھر داخل ہوگئے ہیں - لیکن سٹانسلاف کے جنوب مشرق میں روسیوں نے اسپر حملہ کردیا ہے - مغربی محاذ پر فرانسیسی پہرارگان میں ترقی کر گئے ہیں - فرانسیسی سپاہ ساڑھے چار سو میل کے محاذ پر مصروف پیکار رہے اور اس تمام طویل محاذ پر جرمنوں کو مشغول رکھنے سے ان کو کسی خاص موقعہ پر بڑی فوج جمع کرنیکی مہلت نہیں دیتی +

ڈارڈنلز و خرابی موسم لنڈن ۲۳ فروری - ناموافق موسم - مطلع کے تکدر اور تیز جھکڑ کی وجہ سے ڈارڈنلز کی معرکہ آرائی میں وقفہ پڑ گیا - ۱۹ ماہ حال کی گولہ باری سے بیرونی قلعوں کو سخت نقصان پہنچا -

محاربہ ساز و سامان لنڈن ۲۳ فروری - دار العوام میں مسٹر چیمبرلین نے تجویز پیش کی کہ بلجیم کو مشترکہ قرضہ دینے کی بجائے یہ بہتر ہوگا کہ بلجیم بطور خود قرضہ لینے کا اعلان کرے اور حلیف طاقتیں اس قرضہ کی ضامن ہو جائیں +

پٹروگراڈ - ۲۴ فروری کارپیتھین کے محاربہ میں روسیوں نے ۲۱ جنوری اور ۲۰ فروری کے درمیان ۱۳۳۸۴۴ - آسٹروی ۱۷ معمولی اور ۱۱۸ مترالیوز توپیں پکڑیں - بوبرا در ناریو کے دائیں کناروں پر ۲۱ - کو بھی تیز لڑائی جاری رہی - جرمنوں نے اوسووک کے آنے والی توپوں پر حملہ کیا - مگر قلعہ مذکور کی توپوں نے ان کو پسپا کر دیا لومزا کے شمال میں شدید حملے کے باوصف ہم نے اڈوا کنو کا قبضہ نہ چھوڑا - قبضہ پر اس نیش پر جرمنوں کے تین حملے پسپا کئے گئے - ہماری مسلح موٹروں نے بڑی مدد دی - انکی آتشبازی سے جرمن ۵، ۷ قدموں کے فاصلہ پر بھون ڈالے گئے - متعدد دیہات اور پلوسک کو جانیوالی سڑکوں کا قبضہ بار بار دست بدست بدلتا رہا - کارپیتھین میں ہم نے آسٹرویوں کے مسلسل حملے پسپا کئے - ڈولنا اور اسٹانسلاف کے جنوب میں دشمن کی عظیم فوجوں کے ساتھ مہیب لڑائی جاری ہے +

جرمن تعاقب کا خاتمہ سوری جھیلوں کے علاقہ کی سرمائی جنگ کے بعد روسی فوج کا جو تعاقب کیا گیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے +

جرمن کشتی پر گولہ باری پیرس ۲۴ - فروری - بولون کی متصلہ راس البرش سے آٹھ میل بجانب جنوب مغرب ۲۳ - فروری کو صبح کے ساڑھے سات بجے ایک جرمن غوطہ خور کشتی سطح آب پر تیرتی نظر آئی - تلو دوم فرانسیسی بیڑہ کے ایک جہاز نے اسپر تابڑ توڑ گولے چلائے جن میں سے چند اسے جا لگے - پھر وہ غوطہ لگا گئی - غوطہ لگانے کے موقعہ پر تیل پانی پر تیرتا دکھائی دیا +

جرمنی و امریکہ واشنگٹن ۲۴ فروری - امریکن حکومت کی رائے میں جرمنی اعلان ۱۸۲۸ء کے امریکن جرمن معاہدہ کے بالکل خلاف ہے - اس معاہدہ میں انگریزوں کے جہازوں کو جرمنی سے لڑنیوالے ملکوں کے سمندروں میں بلا مزاحمت چلنے پھرنے کی اجازت دیگئی تھی - لہذا اب جرمنی کوئی بحری جنگی رقبہ امریکن جہازوں کے متعلق قرار نہیں دے سکتی +

ہندوستان کی خبریں

سکھر کے بازار نیپار کا بڑا حصہ جل گیا ہے ۱۵ دکانیں ضائع ہو گئی ہیں - آگ ابھی سلگ رہی ہے مگر پھیلنے کا خدشہ نہیں رہا - (۲۴ فروری) +

سیلون کے ساحل کے قریب ایک سٹیمر چٹان پر چڑھ گیا ہے +

لاہور کے محلہ وچھووالی کے کوچہ مہتیاں میں پولیس نے ۲۴ - کی سہ پہر کو ایک مکان پر چھاپا مارا - اسے امریکہ سے آنے والے چند اشخاص نے کرایہ پر لے رکھا تھا - مکان مقفل پایا گیا - اور اندر کوئی شخص نہ تھا - تلاشی پر ایک پستول - پانچ دیسی ساخت کے بمب - بمب سازی کا مصالح - اور ساٹھ پستولی کارتوس ملے +

طاعون سے لاہور میں ۲۲ - فروری کو ۸ بیمار پانچ فوت ہوئے +

لاہور - چھاؤنی سے تین سکھ سوار سچا سنگھ - سورن سنگھ اور مہاراج سنگھ ۲۸ - نومبر کو بھاگ گئے - یکم دسمبر کو تھانہ سرہالی کے قریب دھرمسالہ جہر صاحب میں پولیس نے ان کو پکڑ لیا - کورٹ مارشل میں پہلے کو پانچ سال اور باقی دو کو دو دو سال قید سخت کی سزا ملی ہے +

نارتھ ویسٹرن ریلوے کو ہفتہ مختتمہ ۱۳ فروری میں ۱۳ لاکھ روپیہ آمدنی ہوئی پچھلے سال کے اسی ہفتہ میں ۱۶۴۷۶۴۴ روپیہ ہوئی تھی +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان۔ دارالامان۔ مورخہ ۲۔ فروری سنہ ۱۵ء

پولٹیکل بداعتدالیاں

آجکل ہندوستان کا مطلع امن اگرچہ توپ و تفنگ کی آواز اور زہریلے دھوئیں سے متاثر نہیں۔ اور نہ ہی اس کے آباد اور غیر قلعبند شہروں پر غنیم کے طیارہ باز آسمان سے آتشباری کر رہے ہیں۔ مگر باوجود اس امن کے ہمارے وطن کا کرہ عافیت کوتاہ اندیش مفسیان وطن پرستی کی رذیل حرکات کے باعث اپنا اعتدال ضائع کر چکا ہے اور اگر ایکطرف ہندوستان کے مشرقی دروازہ سے ڈکیتیوں کے طوفان کی خبر آتی ہے۔ تو دوسری طرف ملک کے مغربی بھاٹک کے دارالسلطنت میں دن دہاڑے ہیڈ کانسٹیبل اور سب انسپکٹر پولیس کے قتل کا سنسنی خیز واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ہونے والے فساد و امن شکنی کے بادلوں کو یکدم خلیج بنگال کے سرے سے اڑا کر راوی کے کنارے پر لا گرایا ہے۔ اور پنجاب کو بنگال کے نقشے میں تبدیل کرنا چاہا ہے۔ چنانچہ جہاں بنگال سے یہ خبر آتی ہے کہ ”۲۲۔ فروری کی رات کو ایک چاول کے سوداگر کی دوکان پر چار آدمی گاڑی میں بیٹھ کر آئے۔ اور نقدی کے صندوق کا جسمیں ۲۰ ہزار روپیہ تھا۔ مطالبہ کیا۔ خزانچی نے انکار کیا۔ اس پر اسے زخمی کر کے گرا دیا گیا۔ اور صندوق گاڑی پر رکھ لیا گیا۔ گاڑیبان نے گاڑی چلانے سے انکار کیا۔ تو اس کو گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔ اور خود مال لیکر چمپت ہوئے“ واں پنجاب میں یہ کیفیت ہے کہ ”۲۰۔ فروری کو ۵ بجے شام انارکلی لاہور میں سکھوں نے ڈاکخانہ کے قریب ہیڈ کانسٹیبل اور سب انسپکٹر پولیس کو قتل کیا۔ اور اسی تاریخ کو ایک پنشن یافتہ سکھ رسالدار کے گھر پر لدھیانہ میں بم گرایا گیا“۔ اور اس سے ایک یوم قبل یعنی ۱۹۔ فروری کو ایک شخص ... کا دلیپ لدھیانہ میں اور سات سکھ لاہور میں گرفتار ہوئے۔ ان کے پاس سے بمب بنانے کا سامان کچھ بمب چھرے اور ریوالور اور گپتی وغیرہ اشیاء برآمد ہوئیں۔ ان سب سے بڑھکر ان کے ہاں سے نیلے سرخ اور زرد رنگ کے کپڑے نکلے جن کی نسبت گمان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کپڑے قومی جھنڈے بنانے کے لئے رکھے گئے تھے“۔

اب اگر مذکورہ بالا وقوعوں کو نظر غائر سے دیکھا جائے۔ اور ایک طرف بنگال کے ڈاکوں میں کالجوں کے طلباء کا ریوالوروں سے مسلح ہونا اور دوسری طرف برٹش نو آبادیات سے واپس آئے ہوئے سکھوں کا آہنی اوزاروں کو استعمال کرنا ملاحظہ کیا جائے تو یقیناً کہنا پڑتا ہے۔ کہ حالت محض تشویشناک نہیں۔ بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہے۔ کیونکہ بنگال کے بمب اور بنگالی نوجوانوں کے ریوالور ایسے خطرناک نہیں۔ جیسے پنجاب کے سکھوں کی گپتیاں اور چھریاں ہیں۔ موخر الذکر قوم سپاہی قوم ہے۔ اس کے بگڑے ہوئے فرزند بنگال کے نااہل بیٹوں سے بدرجہا بڑھ کر امن کے دشمن ثابت ہوں گے۔ اور گذشتہ ایک ماہ کے واقعات ہمارے اس بیان کے موید ہیں۔ ان امن سوز حرکات پر اگر اس افواہ کا اضافہ کر دیا جائے جس کی صداقت کے زمیندار و پیسہ اخبار ذمہ دار ہیں۔ اور جس کی رو سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ بعض کالجوں کے مسلمان طلباء جن کی تعداد ۱۲ اور ۱۵ کے درمیان ہے۔ پراسرار طور پر غائب ہیں۔ یہ طلباء بی اے اور ایم اے کے قابل متعلمین تھے۔ اور ان کے یکدم غائب ہو جانے کی تہ میں کسی خفیہ سوسائٹی کا ہاتھ ہے۔ اور یہ کہ غائب ہونے والے طلباء کی نسبت خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ سرحد پار چلے گئے ہیں۔

تو پھر تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ پولٹیکل بداعتدالیوں کے مقیاس الحرارت کا پارہ انتہائی درجہ پر پہنچ گیا ہے۔ اور اب نہ صرف گورنمنٹ کو سخت تدابیر استعمال کرنی چاہیئیں بلکہ رعایا کے ہر طبقہ کو ان خفیہ اور مذموم حرکات کا سدباب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

پنجاب کو ناز ہے۔ کہ اس نے گورنمنٹ برطانیہ کا اڑے وقتوں میں ساتھ دیا ہے۔ پنجاب کو ناز ہے کہ اسمیں وفادار رعایائے سرکار کی کثرت ہے۔ پنجاب کو فخر ہے کہ اس میں شاہ جارج کی رعایا سے ایک مخلص طبقہ یعنی احمدیت کا مرکز ہے پس پنجاب کی رعایا کے ہر فرد پر فرض ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے باہر سے آنیوالے سیاسی اجرام کو وفاداری کے تریاق سے ہلاک کر ڈالے۔

مسلمانوں نے ہندوستان کے دونوں پھاٹکوں پر آباد ہونے کا اکثر فخریہ ذکر کیا ہے۔ اور اپنے تئیں اس ملک کا پاسبان بتایا ہے۔ اور پنجاب میں خصوصیت سے ان کا عنصر زیادہ ہے پس بحالی امن کی ذمہ داری میں سب سے زیادہ مسلمان ذمہ دار ہیں ان کا فرض ہے۔ کہ اب اس پاسبانی کا ثبوت دیں۔ نہ صرف اپنے نوجوانوں کو گمراہی کی تعلیم سے بچائیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس مہلک مرض کے حملے سے محفوظ رکھنے کی سعی کریں۔

اسمیں شک نہیں کہ یورپ کی موجودہ جنگ نے پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لینے والوں کی وفاداری پر خون کی مہر لگا دی ہے۔ فرانس کے میدان جنگ میں جرمن ہوابازوں کا مسلمان سپاہیوں میں جہاد کے اعلانات تقسیم کرنا دشمن کی ناکامی کے سوا کسی اور نتیجہ کا باعث نہیں ہوا۔ ہندوستانی ٹوانہ الجیرین زواوا۔ مراکو کا سفید پگڑی والا اپنے دعویٰ کا عملاً ثبوت دے چکا ہے۔ امیر عبد القادر کا پوتا بہادر کپتان خالد فرانسیسی افواج کے ساتھ ہو کر جوہر مردانگی دکھا رہا ہے۔ مصر۔ عرب اور ہند کے مسلمان حکمرانوں نے قول و فعل سے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ تاہم ضرورت ہاں اب اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ گھر پر بیٹھنے والے بھی میدان جنگ میں داد شجاعت دینے والوں کیطرح اپنے فرائض کو پہچانیں۔ اور اپنے عہدوں کو نباہیں ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں جہاں وطن اور پیسہ اور دیگر اعتدال پسند اخبارات ہیں۔ وہاں بدقسمتی سے ایسے اخبارات کا بھی وجود ہے۔ جو پولٹیکل بداعتدالیوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں اور برائے نام اسلامی حکومتوں کی حمایت میں حکومت برطانیہ کے احسانات کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور اعتدال پسند گروہ پر پھبتیاں اڑانا اپنا معمولی شغل سمجھتے ہیں۔

یہ ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ ایسے نازک وقت میں ہر قوم کے اندر سے اعتدال پسند عنصر کم ہو رہا ہے۔ ایکطرف مسٹر گوپال کرشن گوکھلے کی موت نے ہندو قوم کو ایک با اثر ممتاز اعتدال پسند لیڈر کے وجود سے محروم کر دیا ہے اور تلک پارٹی کو اور طاقتور بنا دیا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں میں انتہا پسندوں کی جماعت کا نشوونما ہو رہا ہے۔

پس ایسی بداعتدالی کے زمانہ میں جبکہ قرآن کی .. ..بجائے فرضی شیوخ الاسلام اور جہادی ملانوں یا بے اصول لیڈروں کی حکومت کا دور دورہ ہے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پہلے مسیح موعود کی تعلیم کو لارڈ ہیڈلے کے الفاظ میں سنا دیں۔ لارڈ موصوف نے فرمایا ”ہم کو سیاسیات کے میدان میں داخل ہونے سے اجتناب کرنا چاہیئے ورنہ لیکون ہمیں یقیناً دکھ اٹھانا پڑے گا“۔ اور اس کے بعد ینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی کا حکم سنانے والے گوش گذار کر کے مسلمانوں کو مسلمان بنانیوالے کی پاک تعلیم کا خلاصہ پیش

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

کیا مرزا صاحب خدا کے بیٹے تھے؟

نمبر ۲

پچھلے نمبر میں میں نے انت منی بمنزلة ولدی کے وہ معنے نقل کر دیئے تھے۔ جو حضرت اقدس نے دافع البلاء میں لکھے ہیں۔ ان سے کم از کم یہ تو ثابت ہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کو اتخاذ ولد سے مطہر جانتے ہیں اور یہ لفظ جو وحی میں آگیا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ آپ نعوذ باللہ خدا کے بیٹے ہیں۔ جیسے عیسائی مسیح بن مریم کو مانتے ہیں۔ بلکہ سب ایسے الہامات از قبیل متشابہات میں جن کی تاویلات صحیحہ سے محکمات کی تائید ہوتی ہے۔ اور جن کو حقیقت پر حمل کرنا ملہم کے اپنے نزدیک سخت جرم ہے کیا کسی کا حق ہے۔ کہ انہیں عوام کو مغالطہ دینے کے لئے ایسے معنوں میں لے۔ جو ملہم کے منشاء کے خلاف واقعات صحیحہ کے خلاف اور پھر علوم حقہ کے خلاف ہوں۔ معترض کا اعتراض نفسی الہام کی وجہ سے ملہم پر نہیں ہونا چاہئے تھا بلکہ الہام کے اس مفہوم کی وجہ سے ہونا چاہئے تھا جو ملہم کی طرف سے قابل اعتراض صورت میں شائع کئے جاتے۔

لیکن جب ہم ملہم کے اپنے بیان کردہ مفہوم اور معنی پر غور کرتے ہیں۔ تو وہ علم تشبیہات اور استعارات اور مجازات کے نیچے بیان کئے جانے سے صحیح پلتے ہیں۔ نہ قابل اعتراض۔

اور یہ ظاہر ہے کہ علم تشبیہ اور مجاز بھی علوم الٰہیہ کی اقسام سے ایک قسم علم کی ہے۔ جس کا انکار بجز جاہل اور مجنون انسان کے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ چیستان اور پہیلیاں تو ہر ملک کے امی سے امی اور عوام لوگوں میں بھی رائج ہیں۔ اور ان کی ساری بناء مجاز اور استعارات پر ہے۔ ان کے بارے میں یہ لوگ بھی اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ کلام کبھی تشبیہ اور استعارات کے رنگ میں بھی کیا جاتا ہے کیا معترض کو اس بات سے انکار ہے۔ اور کیا اگر کسی کو گدھا کہا جائے۔ تو معترض ایسا کہنے والے پر بھی اعتراض ہی کریگا؟ یا اسے از قبیل استعارات سمجھ کر اس کی کوئی اور حقیقت سمجھیگا۔

ہمیں تعجب ہے۔ کہ بعض لوگ باوجود خدا پر ایمان رکھنے کے پھر آداب عبودیت حقہ کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور ایسی باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ کہ جن سے وہ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔ اور اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہیں۔

اگر معترض کو حضرت مسیح موعود کے الہام انت منی بمنزلة ولدی اور انت منی بمنزلة اولادی پر اعتراض ہے۔ اور وہ اعتراض مخالفت کی وجہ سے نہیں بلکہ انصاف کی بناء پر ہے۔ تو اسے چاہئے۔ کہ اول یہ اعتراض پہلی تمام کتب مقدسہ پر کرے۔ اور پھر قرآن اور احادیث نبویہ پر کرے پھر علم تشبیہ اور علم مجاز کی تمام شاخوں پر کرے۔ اور اگر یہ سب باتیں قابل اعتراض نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے الہامات کے سوا پائی جاتی ہیں۔ لیکن معترض کی نظر میں صرف حضور کے الہامات ہی قابل اعتراض ہیں۔ جو انہیں کے اقسام اور قبیل سے ہیں۔ تو ایسے اعتراض کو کون بھلامانس انصاف پر مبنی سمجھے گا؟

الہام انت منی بمنزلة اولادی اور الہام انت منی بمنزلة ولدی کوئی نیا الہام نہیں۔ قدسی زبان کے محاورات کو دیکھو۔ اور پہلی کتب مقدسہ کو دیکھو وہاں خدا کے نبیوں کو خدا کے فرزند اور بیٹے کہا گیا ہے یا نہیں۔ اور یعقوب کے متعلق اکلوتا بیٹا لکھا ہے یا نہیں۔ اور ایسا ہی انجیل میں تمام صالح اور نیک لوگوں کو بھی خدا کے فرزند کہا گیا ہے یا نہیں۔

اب جبکہ معترض کی نظر میں باوجود تسلیم حق کے کتب مقدسہ کی یہ باتیں قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ انکو متشابہات سمجھ کر ان کی تاویل کر کے انہیں محکمات کے تابع کیا جاتا ہے۔ تو کیوں ایسے ہی کلام اور الہام کو جن کے متعلق ملہم کا اپنا بیان ہے۔ کہ یہ از قسم متشابہات ہیں۔ نہ محکمات۔ ان کو لوگوں کی نظر میں قابل اعتراض دکھایا جاتا ہے۔ کیا یہ انصاف ہوگا۔ یا بے انصافی؟

بات اصل میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض ضروری مسائل کو جو نظری ہوتے ہیں۔ ان کو بدیہات سے واضح فرما کر لوگوں کو مشکلات سے نکالتا ہے۔ اور مسائل مشکلہ کو ایسے ایسے امثال سے حل فرماتا ہے۔ کہ جس سے زیادہ متصور نہیں ہو سکتا چنانچہ مسئلہ توحید کہ جس پر سارے دین حق کا دارومدار ہے اور جس کے سوا عبادات اور طاعات سب ہیچ اور نکمی ہیں۔ اس کے قیام اور استحکام کے لئے سب انبیاء کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اور اس کے لئے موحد قوم کو ایک ایسی مثال کی طرف توجہ دلائی۔ جو روزمرہ ان کے مشاہدہ میں رہتی ہے۔ وہ یہ کہ انسان اپنے باپ کو اس کی ابوت کی شان میں واحدہٗ لاشریک مانتا ہے۔ اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا۔ بلکہ اس کے شریک دکھانے پر سخت غیرت دکھاتا ہے۔ اور اسے اپنے لئے ایک گندی گالی سمجھتا ہے۔ بلکہ اپنے والد کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے اپنی ولادت اور اپنی ماں پر ناجائز تعلق کی وجہ سے ایک ناپاک حملہ جانتا ہے۔

اور اگر اس کا باپ جو زید ہے۔ اس کے ساتھ بکر کو شریک قرار دیا جائے۔ تو اس سے وہ اپنی ہتک سمجھ کر جنگ کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور یہ تمام غیرت محض اپنے والد کی توحید کے لئے دکھاتا ہے۔ تو چونکہ یہ مسئلہ ہر ایک انسان کے لئے روزمرہ کے عام حالات میں سے تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کے مسئلہ کو بھی اسی طرز پر پیش فرمایا کہ تم جسطرح اپنے باپ کو واحد سمجھتے ہو۔ اور اس کی توحید کے لئے غیرت دکھانیوالے ہو۔ اسی طرح مجھے بھی واحد سمجھو۔ اور میری توحید کے لئے بھی کم از کم اپنے والد کی توحید کیطرح ہی غیرت دکھانے والے بنو۔ جیسا کہ فرمایا۔ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔

گویا ان معنوں میں ہر ایک موحد کا نام ابن اللہ اور ولد اللہ رکھا۔ اور قدسی زبان کے محاورات میں ہر ایسے انسان کو جو خدا تعالےٰ کی توحید کے لئے ایسا غیرت مند ہے۔ اور ایسا غیور ہے۔ کہ جیسے ایک بیٹا اپنے باپ کی توحید کے لئے۔ تو اس کو اس موحدانہ حیثیت کے لحاظ سے ابن اللہ اور ولد اللہ کہا جاتا ہے۔ نہ حقیقی طور پر۔

اب تمام کتب مقدسہ میں انبیا اور صلحاء خدا کے فرزند لکھا جن معنوں میں ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ کہ محض ان کے موحد ہونے کی وجہ سے تھا۔ نہ کسی اور حقیقت کی بنا پر۔ اور حضرت مسیح کو جو ابن اللہ کہا گیا۔ تو وہ بھی ان کے موحد ہونے کی وجہ سے ہی تھا۔ جس کو ایک قوم بُرے معنوں میں استعمال کر کے بجائے موحد ہونے کے مشرک ہو گئی۔ اور وہ لفظ جو توحید کے قیام اور استحکام کی تائید اور تقویت کے لئے قایم ہؤا۔ اس کو اُلٹے معنوں میں لیکر توحید سے تثلیث بنالی۔ حالانکہ ابن اللہ اور ولد اللہ کا لفظ توحید کے لئے قایم کیا گیا۔ نہ شرک اور تثلیث کے لئے ؞

کیونکہ مسیح موحد ہونے کی وجہ سے ابن اللہ اور ولد اللہ تھا۔ جیسا کہ دوسرے انبیاء نہ اسی غلط توجیہ کے لحاظ سے جو عیسائیوں نے اپنی غلط فہمی سے بنالی۔ اور قرآن میں جن معنوں میں مسیح کے ابن اللہ اور ولد اللہ ہونے کو معیوب اور قابل اعتراض قرار دیا ہے۔ وہ عیسائیوں کے موجودہ اختراعی مفہوم کے لحاظ سے ہے نہ موحدانہ پہلو کے لحاظ سے ؞

اب جبکہ مسیح کی نسبت ولد اللہ اور ابن اللہ کا لفظ اور تمام انبیاء کے متعلق اولاد اور ابناء کا لفظ اصل حقیقت کے لحاظ سے موحد کے معنوں میں ہے۔ تو اب بتلاؤ۔ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کہ انت منی بمنزلۃ ولدی اور الہام انت منی بمنزلۃ اولادی کس طرح سے قابل اعتراض ٹھہرا۔ جبکہ ان دونوں الہاموں کا مطلب وہی ہے۔ جو اوپر بیان کیا گیا۔

پس انت منی بمنزلۃ ولدی کا استعارہ ان معنوں میں ہے۔ کہ تو مجھ سے میرے بیٹے کے قائمقام ہے یعنی مسیح کے قائمقام۔ اور جس طرح مسیح میرا موحد بندہ تھا۔ اور مجھے واحدہ لاشریک ماننے والا اور میری توحید کیلئے غیور اور غیرت مند۔ اسی طرح اس زمانہ میں تو میرا موحد بندہ ہے اور میری توحید کے لئے غیرت دکھانے والا ایسا ہی الہام انت منی بمنزلۃ اولادی کا مطلب ہے جسکو حضرت مسیح موعود کے دوسرے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء نے صاف کر دیا ؞

ہاں یہ سوال کہ اس قسم کے استعارہ کو الہامی الفاظ میں کیوں اختیار کیا گیا جس سے عوام کے گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اس خطرہ میں تو پہلے ہی دنیا کی ایک کثیر التعداد قوم مبتلا ہو چکی ہے۔ جس نے محض غلط فہمی کی وجہ سے مسیح کی ابنیت کی خصوصیت قایم کی۔ اور جس کی خصوصیت کو توڑنے کے لئے مسیح محمدی کی ابنیت بطور علاج کے ٹھہری۔ ؎ "چوں علاج مے زمے وقت خمار والتہاب"

اور اسی لئے ولدی کے ساتھ دوسرے الہام میں اولادی کا لفظ بھی فرمایا۔ تا مسیح کے ابن اللہ ہونے کی خصوصیت جو عیسائیوں کے نزدیک صرف مسیح کے لئے ہے۔ اسے عمومیت سے مٹا کر توحید الٰہی کی خصوصیت کو قائم کیا جائے

اب جبکہ الہام کی اصل حقیقت یہ ہے۔ تو اس پر علم صحیح اور عقل سلیم کے رُو سے اعتراض کیسا؟ ؞

مُناجات حقانی

رکھا ہے سر تیرے آستاں پر تو اپنے فضلوں سے کچھ دلا دی
تر اظلوم دجہول ہوں میں صدا فقیرانہ اک سُنا دی
دیا ہی جب درد تو نے دل کو تڑپ اس انداز کی سکھا دی
مری دعا کو گلے اجابت کے۔ اُٹھ کے رحمت تری لگا دی
حمید تو اپنی ذات سے ہی۔ وحید اپنی صفات سے ہی
تری محبت جو آئی ذرّے میں۔ اُس کو خورشید سے بڑھا دی
وہ تیرا بندہ۔ وہ تیرا عاشق۔ وہ تیرا محبوب تیرا پیارا۔
زباں پہ جب نام اسکا آئے تو تیری تحمید کا مزا دے
تیرا محمد وہ تیرا احمد کہ اک غلام اس کا ہو کے عاشق
مٹا دے ہستی کو اپنی ایسا کہ احمدیت کا رُخ دکھا دے
وہ تیرا محمود جس کی ہستی ابھی ہو پردے میں نیستی کے
رُخ منور کا اس کے جلوہ تو پرتو حمد میں دکھا دے
وہ کھیلے احمد کی گود میں وہ سایۂ پرور نور دیں ہو
وہ نور ایماں ہو اسکا روشن کہ کفر کی ظلمتیں مٹا دی
الٰہی وہ راہ راست اپنی۔ چلے یہ منعم علیہ جس پر
مجھے دکھا دی مجھے بتا دے۔ مجھے دکھا دی مجھے بتا دی
نہیں تھا جب میں تو کچھ نہیں تھا جو کُن کہا تو نے ہو گیا میں
بگڑ گیا میں تو کیا ہؤا۔ تو بنانے والا ہے پھر بنا دے
حجاب اُٹھ جائیں میری آنکھوں سے کوئی مجھ کو نہ دیکھتا ہو
تو میری ہستی کے ذرّے ذرّے میں اپنا جلوہ مجھے دکھا دے
ہمارے کچھ شہسوار بائکے رہ ضلالت پہ پڑ گئے ہیں۔
تو شام سے پہلے انکی باگوں کا رُخ وہ منزل کو رخ پہ رادی
بدل چکے ہیں فلک کے تیور زمیں کا نقشہ بگڑ رہا ہے
خبر نہیں کیسی کیسی صورت ہماری غفلت ہمیں دکھا دی
بپا ہی طاعون کا وہ طوفاں کہ اک جہاں غرق ہو چکا ہی
وہ آتش جنگ ہے بھڑکتی کہ خشک و تر سب کا سب جلا دے
چلیں بہت کشتیاں سمندر میں اور ہوئیں کُشتیاں ہزاروں
مچا ہے وہ شور کشت وخوں کے مُردے قبروں سے وہ جگا دے
ہوئیں وہ سب تیری باتیں پوری کہیں جو احمد کے لب سے تو نے
جلال کی تیرے تاب کسکو؟ جمال کی اک جھلک دکھا دے
بلک رہے ہیں یتیم لاکھوں ہزاروں بیوائیں رو رہی ہیں
تو اشک باراں سے بیکسوں کی اس آتش قہر کو بجھا دے
بٹھا دے کشتی میں نوح کی اپنی اپنے طوفاں کو تو ہٹا دے۔
کہ رُوحِ ہستی سے نقش آدم کہیں نہ دست فنا مٹا دے ؞
دعائے حقانیٔ پشیماں کو بخش دی خلعت اجابت
تُو اپنی رحمت کو دے اجازت کہ وہ غضب کو ترے تھما دے

تحفۃ الملوک

جس میں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خواب کی بناء پر ایک والئے ریاست کو نہایت دل آویز اور دلکش پیرائے میں تبلیغ فرمائی ہے۔ علاوہ مضمون کی لطافت کے اس کی لکھائی چھپائی میں بھی ایک غیر معمولی طور پر صفائی اور عمدگی کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ تقطیع کلاں کاغذ چکنا اور عمدہ۔ مگر قیمت کاغذ درجہ اول کی صرف ؁ اور کاغذ درجہ دوم صرف ۱۲؍ ہے احباب بہت جلد دفتر ترقی اسلام سے طلب کریں۔ ورنہ بعد میں کمیاب ہونے پر کف افسوس ملنا پڑے گا ؞

بشارت

مولوی حسام الدین حیدر بی۔ اے سب ڈپٹی کلکٹر مداری پور بنگال حضرت خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر نو مبایعین سلسلہ میں داخل ہوچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ آپ زبان انگریزی میں خصوصیت ...... سے قابلیت و دسترس رکھتے ہیں۔ الحمد للہ ......

ثبوت ملائکہ

۶ تمبر

(از سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل)

چھٹی دلیل دنیا میں ہر بات ایک ترتیب سے ہے اور ہر کام کسی نہ کسی ترتیب کے ماتحت ہو رہا ہے۔ انسانی پیدائش ہی کی طرف دیکھو۔ ابتداء میں پانی کا ایک قطرہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک وقت آتا ہے۔ کہ وہی قطرہ ایک ایسے شان و شوکت اور قوت والے وجود میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جس سے فوکد کہ موسٰی فقصیٰ علیہی کوئی تعجب انگیز بات نہیں خیال کی جاتی۔ لیکن کیا یہ ترقی یکدفعہ ہو گئی اور یہ تغیر اچانک واقعہ ہوا؟ نہیں بلکہ بہت دیر کے بعد ایک ترتیب کے ماتحت انسانی پیدائش کا پہلا زینہ منی کا ایک قطرہ تھا۔ پھر وہ علقہ بنا۔ پھر مضغہ پھر کسونا العظام لحماً کا مرتبہ آیا۔ پھر انشأناہ خلقاً آخر کا دور آیا۔ اور وہ ماں کے پیٹ سے نکلا۔ اس پر بھی وہ مدت تک نہ چل سکتا تھا۔ نہ بات چیت کر سکتا تھا۔ کالمیت تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ ترقی کرتا کرتا بلوغت کے بعد ایک کامل قوی مرد بن گیا۔ اسی طرح ترقی مدارج کو لو۔ بادشاہ انسانی سوسائٹی کا اعلیٰ عہدہ دار ہے۔ وہ کبھی ہر شخص سے بات نہیں کرتا۔ بلکہ صرف ایسے شخصوں سے ہمکلام ہوتا ہے جنکا عہدہ اور مرتبہ اس کے عہدہ اور مرتبہ کے قریب اور ان سے مناسبت رکھتا ہو۔ جیسے وزیر اعظم سفراء وزراء نواب وغیرہ وغیرہ۔ پھر وزیر اعظم بھی ہر شخص سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ صرف انہی سے جو اس سے مناسبت رکھتے ہوں۔ پھر اس سے اتر کر ملکی اور فوجی عہدہ دار بھی اپنے اپنے حلقہ کے اندر اپنے تعلقات محدود رکھتے ہیں۔ اور بادشاہ جو حکم اپنی رعایا کے نام صادر کرتا ہے۔ وہ وزراء اور گورنروں اور ڈپٹی کمشنروں کے ذریعہ سے ہی اپنی رعایا کو پہنچاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اپنے احکام اور قوانین اسی ترتیب سے نازل کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ وراء الوریٰ ہستی ہے۔ اور تجسم سے بالکل پاک ہے۔ اس لئے وہ اپنے احکام ایسی ہستیوں کو دیتا ہے۔ جو اس کی طرح نہاں اور ان جسمانی آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ لیکن کبھی کبھی تمثیل کے رنگ میں جسم اختیار کر سکتی ہیں۔ اور وہ ہستیاں الٰہی احکام نبیوں کے پاس لاتی ہیں۔ جو بالکل مجسم ہوتے ہیں۔ لیکن روحانی تعلقات خدا سے ہوتے ہیں۔ پھر وہ نبی اللہ تعالےٰ کا وہ پیغام ان بندوں کو پہنچاتے ہیں۔ جو مجسم ہوتے ہیں۔ اور روح کے لحاظ سے بھی ان کا کوئی تعلق خدا سے نہیں ہوتا۔ غرض دنیا میں ہر چیز کا ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت ہونے اور بادشاہوں کے احکام کا ایک ترتیب سے رعایا تک پہنچنا دلالت کرتا ہے کہ الٰہی احکام بھی کسی نہ کسی ترتیب سے ہم تک پہنچنے چاہئیں۔ اور واقعہ میں ایسا ہوتا ہے۔ وہ خدا جو نہاں در نہاں ہے۔ اور کبھی مجسم نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا پیغام ایسی ہستی کو دیتا۔ جو نہاں در نہاں تو ہوتی ہے۔ اور مجسم نہیں ہوتی۔ مگر کبھی کبھی مجسم ہو سکتی ہے۔ (اور اسے ہی ہم فرشتہ یا ملک کہتے ہیں)

پھر وہ ہستیاں خدا کا پیغام نبیوں کو پہنچاتی ہیں۔ جو من وجہ مجسم اور من وجہ روحانی ہوتے ہیں۔ پھر وہ انبیاء ان احکام کو عام بندوں کو سناتے ہیں۔ جو ہر طرح جسمانی ہوتے ہیں۔

غرض ترتیب کا اصول دلالت کرتا ہے۔ کہ انبیاء اور خدا کے درمیان بھی وسائط ہونے چاہئیں۔ اور انہی کو ہم ملائکہ کہتے ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ اس کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ سید احمد خان صاحب اور ان کے ہم خیال یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ملائکہ کوئی مستقل وجود نہیں رکھتے۔ اور نہ واقعہ میں کوئی خاص ہستیاں ہیں۔ بلکہ قرآن مجید میں ملائکہ سے مراد قوتیں ہیں اور جو قوتیں انسان میں ہیں۔ انہیں ہی دوسرے لفظوں میں فرشتوں اور ملائکہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مگر سید صاحب کا یہ خیال ایک بالکل سطحی خیال ہے۔ جس کی تردید کے لئے قرآن مجید کی صرف ایک آیت کافی ہے اور وہ یہ ہے۔ و اذ قال ربك للملئكة انی جاعل فی الارض خلیفة قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدماء۔ یعنی آدم کے پیدا کرنے سے پہلے ہم نے فرشتوں کو کہا۔ کہ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ ہم زمین میں اپنا خلیفہ یعنی آدم کو پیدا کریں۔ اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ملائکہ سے مراد انسان کی قوتیں ہیں۔ تو یہ خیال اس آیت سے باطل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ کہ انسان ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اس وقت ہم نے فرشتوں پر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ بھلا اگر ملائکہ سے مراد انسانی قوتیں ہیں۔ تو وہ تو انسان کے پیدا ہونے پر اسے ملیں۔ وہ انسان سے پہلے کہاں تھیں۔ کیونکہ قوت ایک صفت ہے۔ اور صفت کبھی موصوف سے پہلے نہیں ہوتی۔ اور موصوف یہاں پر انسان ہے۔ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ تو وہ قوتیں کونسی ہیں۔ جن کے آگے اللہ تعالیٰ اپنا ارادہ پیش کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ انسانی قوی کا نام ملائکہ نہیں۔ بلکہ ملائکہ ایسی ہستیاں ہیں۔ جو انسانی پیدائش سے بھی پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اس آیت کا اگلا حصہ بھی واضح کرتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ انسان کے پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم تیری تحمید و تقدیس کرتے ہیں۔

دیکھئے اگر انسان کی ہی قوتوں کا نام ملائکہ ہے۔ تو وہ تو انسان سے پہلے نہ تھیں۔ تحمید اور تقدیس کون کرتا تھا۔ تو آگے چلکر فرماتا ہے۔ کہ ملائکہ چیزوں کے نام نہ بتا سکے۔ مگر آدم نے بتا دیئے۔ اس سے بھی معلوم ہوا۔ کہ ملائکہ کچھ اور ہیں۔ اور انسانی قویٰ کچھ اور۔ کیونکہ علم بھی ایک قوت ہے۔ تو آیت کے یہ معنی ہوتے۔ آدم کے علم کی قوت کچھ نہ بتا سکی۔ اور آدم نے بتا دیا۔

دیکھو کیا یہ ایک بیہودہ بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ انسانی قویٰ کا نام ملائکہ نہیں۔ بلکہ وہ مستقل وجود رکھنے والی ہستیاں ہیں۔ جو اس زمانہ سے موجود ہیں۔ جبکہ ابھی انسان پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔

کیا حضرت مسیح صلیب سے زندہ نہیں اُترے؟

عیسائی مذہب کا تمام دار و مدار صرف ایک تاریخی واقعہ پر ہے کیونکہ عیسوی مذہب کی بنیاد صرف حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھ کر جان دیدینے پر رکھی گئی ہے۔ اور اگر یہ ثابت کر دیا جاوے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ اُتر آئے تھے تو عیسوی مذہب کا تانا بانا اُدھڑ جاتا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ آدم ممنوع درخت کھا کر گنہگار ہوا۔ اس لئے اس کی نسل بھی تمام گنہگار ہے۔ اور دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو نیک ہو سب گناہوں میں گرفتار اور برائیوں کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ عادل ہے۔ اس لئے وہ بغیر سزا کے کسی کو چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ اور اگر سزا دینے لگے تو تمام دنیا دوزخ میں جاوے۔ کیونکہ ہر فرد بشر گنہگار ہے اور گناہ کی سزا دوزخ ہے۔ اس گورکھ دھندے کو سلجھانے کے لئے خداوند مسیح نے جو خداوند باپ کا اکلوتا بیٹا ہے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا کہ اے باپ میں نے تیرے بندوں کے چھڑانے کی ایک تجویز سوچی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ میں ان سب کے گناہ اٹھا لیتا ہوں۔ اور جب میں گناہ اٹھاؤنگا تو وہ بے گناہ رہجاویں گے اور میں گنہگار ہو جاؤں۔ اور چونکہ گناہوں کی سزا موت ہے۔ اسلئے میں ان گناہوں کی پاداش میں صلیب دیا جا کر وفات پا جاؤنگا۔ اسطرح پر تیرے بندے بھی دوزخ سے چھوٹ جائیں گے۔ اور تیرا پیارا بیٹا بھی تین ۳ دن مُردہ رہنے کے بعد زندہ ہو کر پھر تجھے آ ملے گا۔ یہ ہے اصل بنیاد عیسوی مذہب کی اور اسی کا نام وہ کفارہ رکھتے ہیں لیکن اگر انجیل سے یہ ثابت کر دیا جاوے۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر مرے ہی نہیں بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے تو عیسائی مذہب خاک میں مل جاتا ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ صلیب پر مرے ہی نہیں تو ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو گیا کہ انہوں نے بندوں کے گناہ بھی نہیں اٹھائے اور نہ وہ بندوں کے لئے کفارہ ہوئے کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ جب موت ہی واقع نہیں ہوئی تو مسیح نے گناہ بھی نہیں اُٹھائے۔ اور جب مسیح نے گناہ نہیں اٹھائے اور بندوں کے گناہ بندوں پر ہی ہیں تو پھر شریعت کی ضرورت ہے، اور کفارہ وغیرہ سب باطل ہو جاتا ہے۔ سو اس بارہ میں ہمیں خود انجیل پر غور کرنا چاہیئے۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ آیا مسیح درحقیقت صلیب پر ہی فوت ہوئے یا زندہ اتارے گئے۔ سو جب ہم انجیل میں غور کرتے ہیں تو الٰہی کلام اور حضرت مسیح کی پیشگوئی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اور آپ کی جان اس خطرناک حادثہ میں سلامت رہی تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ یہودیوں نے حضرت مسیح سے کہا کہ ہمیں کوئی نشان دکھایئے۔ اس پر مسیح نے کہا کہ تمہیں یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہیں دکھایا جاویگا۔ چنانچہ اس جگہ پر ہم مسیح کے الفاظ درج کرتے ہیں:-

"تب بعضے فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں کہا کہ اے اُستاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھا چاہتے ہیں اُس نے انہیں جواب دیا اور کہا کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونس نبی کے نشان کے سوا انہیں کوئی نشان دکھلایا نہ جاوے گا"

(متی ۱۲ باب آیت ۳۹)

ناظرین یہ ایک بڑا زبردست ثبوت اس بات کا کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ اُتارے گئے اور قبر نما ایک فراخ کوٹھے میں تین دن تک رہے۔ کیونکہ جب یہودی مسیح سے نشان مانگتے ہیں تو حضرت مسیح انہیں یہ نہیں کہتے کہ تمہیں یہ نشان دکھایا جاوے گا کہ مر کر زندہ ہو جاؤں گا۔ بلکہ انہیں جواب دیتے ہیں کہ تمہیں یونس نبی جیسا نشان دکھایا جاویگا۔ اب جب ہم یونس نبی کے نشان کو دیکھتے ہیں تو وہاں یونس مرنے کے بعد زندہ نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن مُردہ رہے تھے بلکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اور یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا کہ باوجود ایسے خوفناک حادثہ کے پھر حضرت یونس زندہ رہے۔ سو حضرت مسیح بھی پیشگوئی کرتے ہیں کہ میرا حال بھی یونس نبی سا ہوگا۔ اور جس طرح حضرۃ یونس باوجود سمندر میں گرنے اور مچھلی کے نگلنے کے مرے نہیں اسی طرح میں بھی باوجود صلیب پر چڑھنے اور ہاتھ پاؤں میں میخوں کے ٹھکنے کے مروں گا نہیں۔ اور جس طرح حضرۃ یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک زندہ رہے۔ اسی طرح میں بھی زمین کے ایک قبر نما غار میں تین دن تک زندہ رہونگا۔ یہ ہیں اصل معنے مسیح کی پیشگوئی کے۔ ورنہ اگر عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق یہ سمجھا جائے کہ حضرت مسیح تین دن تک غار میں مُردہ ہونے کی حالت میں رہے تھے۔ تو آپکی پیشگوئی غلط ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی تو یہ ہے کہ آپ کا نشان یونس کے نشان کی طرح ہوگا۔ حالانکہ یونس زندہ رہا اور مسیح مر گیا۔ لیکن چونکہ نہ عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح کی پیشگوئی غلط نکلی اور نہ ہم ہی حضرت مسیح کو جھوٹا نبی سمجھتے ہیں اس لئے ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئی درست نکلی۔ اور یونس نبی کے نشان کی طرح آپکا نشان دنیا نے دیکھا۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے یونس کو ایک خوفناک مصیبت سے بچا لیا۔ اس طرح اپنے پیارے مسیح کو بھی ایک خطرناک حادثہ سے محفوظ رکھا۔ اور جس طرح یونس نبی تین دن تک مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اسی طرح مسیح بھی زمین کے غار میں تین دن رہے۔ ورنہ اگر مسیح کو صلیب پر فوت شدہ تسلیم کر لیا جائے تو یونس کی مشابہت باطل ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت یونس کا یہ معجزہ نہیں کہ وہ مر کر زندہ ہوگئے یا یہ کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن مُردہ رہ کر باہر آئے۔ بلکہ ان کا معجزہ اور نشان تو یہ ہے کہ وہ باوجود مچھلی کے نگلنے کے زندہ رہے۔ اور تین دن تک اس کے پیٹ میں زندہ رہ کر باہر آئے۔ اس طرح اگر مسیح کو یونس سے مشابہت ہو سکتی ہے تو اس صورت میں کہ مسیح بھی باوجود صلیب پر چڑھنے کے زندہ اُتر آیا ہو۔ اور پھر غار میں تین دن تک زندہ رہکر باہر آیا ہو۔

اور اگر یہ مانا جاوے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ نہیں اُترا بلکہ مر کر اُترا۔ اور پھر تین دن تک غار میں مُردہ ہونے کی حالت میں رہا تو پھر مسیح کا نشان یونس کے نشان کی طرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسیح صلیب کے حادثہ سے مر گیا۔ اور یونس مچھلی کے سانحہ پر زندہ رہا۔ اور مسیح غار میں تین دن مُردہ رہا

اور یونس تین دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ غرض دونوں واقعات ایک دوسرے کے بالکل مختلف ہیں۔ ہاں اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ مسیح صلیب پر سے زندہ اترا۔ اور غار میں تین دن زندہ رہا تو اس صورت میں بے شک مسیح اور یونس نبی کے واقعات بالکل مشابہ اور ہمرنگ ہیں۔ اب ہم خود مسیح کے لفظوں سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ مسیح کہتا ہے۔

"کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا"

متی ۱۲ باب آیت ۴۰ - لوقا ۱۱-۳۰

دیکھئے اس جگہ مسیح نے تصریح کر دی۔ اور ویسا کے لفظ سے معاملہ بالکل صاف کر دیا۔ اور پیشگوئی کہ جس طرح اور جس حالت میں یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا اسی طرح اور اسی حالت میں ابن آدم بھی تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ اب ہمیں کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ اپنی خود حضرت مسیح پیشگوئی کرتے ہیں۔ اور ویسا کے لفظ سے اپنے متبعین کو سمجھاتے ہیں کہ جس طرح یونس باوجود مچھلی کے نگلنے کے مرا نہیں تھا۔ اس طرح میں بھی باوجود صلیب پر چڑھنے کے مرونگا نہیں۔ اور جسطرح یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہونے کی حالت میں رہے تھے۔ اسی طرح میں بھی تین رات دن زمین کے ایک غار میں زندہ ہونے کی حالت میں رہوں گا۔ غرض متی کے اس حوالہ میں خود مسیح نے ویسا کے لفظ بولنے سے ثابت کر دیا کہ آپ صلیب پر نہیں مرے۔ اور نہ تین رات دن تک زمین میں مردہ رہے۔ بلکہ یونس نبی کی طرح جو مچھلی کے نگلنے پر زندہ رہا۔ اور اس کے پیٹ میں بھی زندہ ہونے کی حالت میں تین دن گذارے۔ آپ بھی صلیب سے زندہ اترے اور زمین کے پیٹ میں بھی تین دن زندہ رہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا۔

اور جبکہ خود حضرت مسیح کی پیشگوئی سے ثابت ہو گیا کہ آپ صلیب پر نہیں مرے تو ساتھ ہی یہ بات بھی منکشف ہو گئی کہ آپ نے لوگوں کے گناہ نہیں اٹھائے اور نہ بندوں کے گناہوں کی پاداش میں آپ کفارہ ہوئے اب یہاں ایک شخص سوال کر سکتا ہے کہ بے شک یہ تو درست ہے۔ کہ مسیح نے یہی پیشگوئی کی تھی کہ میرا نشان بالکل یونس کے نشان کے مشابہ ہو گا۔ اور جس طرح یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ بالکل اسی طرح میں بھی زمین میں رہوں گا۔ مگر یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا ہو سکتا ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مُردہ ہونے کی حالت میں رہا ہو۔ اور پھر باہر آ کر مسیح کی طرح دوبارہ زندہ ہوا ہو اس کے جواب میں ہم اس شخص کو یہ کہیں گے کہ خود یونس نبی کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں بلکہ زندہ رہا۔ اور وہ ایک بڑی لمبی چوڑی دعا بھی ہے جو یونس نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند خدا سے مانگی۔ چنانچہ حوالہ ملاحظہ ہو :-

"تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی۔"

یوناہ ۲ باب آیت ۱

حقیقۃ النبوۃ کی تقسیم کے لئے احباب توجہ کریں

برادر سراج الدین صاحب سوداگر چرم بریلی نے سو جلد حقیقۃ النبوۃ اور سو جلد القول الفصل اپنے خرچ پر تقسیم کرانے کی درخواست بھیجی ہے۔ حضرت فضل عمر نے اس ایثار کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ اور احباب بھی اس نیک مثال کی پیروی کریں۔ اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چار آنے فی جلد کے حساب سے کچھ جلدیں حقیقۃ النبوۃ کی تقسیم کرائیں۔ قادیان کے بعض بزرگوں نے دس دس روپے جمع کرا دئے ہیں تاکہ چالیس چالیس کتابیں ان کی طرف سے مفت تقسیم کی جا سکیں باہر سے بھی کم از کم سو احباب ایسے ہونے چاہئیں اور احمدی جماعت کے موجودہ اخلاص اور جوش ملی کو دیکھتے ہوئے یہ کچھ غیر متوقع امر نہیں۔ اس تجویز پر عملدرآمد کرنے سے القول الفصل کی طرح حقیقۃ النبوۃ بھی کثیر تعداد میں مفت تقسیم کی جا سکیگی۔ اس قسم کی تمام درخواستیں بنام سکرٹری ترقی اسلام قادیان آنی چاہئیں ۔

اذا الجنّة ازلفت

برادر منشی فخر الدین صاحب مُلتانی نے ایک اشتہار شائع کیا ہے جسمیں نہایت دلچسپ و موثر پیرائے میں حسب حکم مسیح موعود علیہ السلام وصیتیں کرنے کی تحریک کی ہے۔ جو صاحب چاہیں یہ اشتہار ترقی اسلام کے پتہ سے محصولڈاک بھیجکر حسب ضرورت منگوائیں اور اس نیک تحریک کو کامیاب کرنے میں ساعی ہوں ۔

بعیتِ خلافت

عبد المجید صاحب - ہیڈ کنسٹبل - پھلور
منشی احمد الدین صاحب مرحوم قریشی معرفت عبد المجید صاحب قلعہ پھلور
میاں فسیح محمد خان صاحب - ضلع کانگڑہ
دختر رحمت اللہ صاحب نمبردار ضلع جالندھر